محمد بلال

حیات امین احسن

(۱۲)

باب ۱۲

تفسیر ”تدبر قرآن“ کی تکمیل

مولانا محمد منظور نعمانی، امین احسن کے نام اپنے خطوط میں تفسیر کی مسلسل تحسین کیا کرتے تھے۔ وہ لکھتے تھے کہ میں اپنے درس قرآن کے لیے تیاری اسی سے کرتا ہوں۔ اس کی مدد سے میرا درس بے حد مفید ہو جاتا ہے۔ میں برابر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں اس کی تکمیل کرا دے۔ ۳۰؍ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ کو انھوں نے امین احسن کے نام ایک خط لکھا اور بتایا کہ ان کے لکھنے کا محرک ایک خواب ہوا ہے، جو آپ اور آپ کی اہلیہ کے لیے خوش کن ہو گا:

”رات کے ۳ بجے سے کچھ پہلے دیکھا کہ میں آپ کے مکان پر پہنچا ہوں۔ یہ مکان کسی شہر میں نہیں ہے بلکہ کسی اچھے ترقی یافتہ قسم کے دیہات میں ہے۔ مکان بہت بڑا ہے جیسے پرانے زمانہ میں دیہات میں زمینداروں میں ہوتے تھے۔ بالکل پرانے طرز کا ہے۔ میرے پہنچنے سے آپ کو بے حد خوشی ہوئی۔ میں مکان میں داخل ہوا تو دیکھا ایک بہت بڑا دیگچہ... یہ کہنا چاہیے کہ چھوٹی قسم کی دیگ... چولہے پر ہے۔ اس میں زردہ تیار ہو رہا ہے۔ دیگ کھلی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ زردہ بہت اعلیٰ قسم کا ہے اور تیاری کے قریب ہے۔ آپ نے میری وجہ سے بہت سے لوگوں کو مدعو کر رکھا ہے۔ ایک بڑے کمرے میں دری کا فرش ہے۔ آپ مجھے وہاں لے گئے

اور حضرات بھی آ گئے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ میری اہلیہ کو آپ کی آمد کی مجھ سے زیادہ خوشی ہے۔ خواب کے بس یہی اجزا محفوظ رہ گئے ہیں۔ تعبیر یہی ذہن میں آئی کہ تدبر قرآن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیاری کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری امید ہے کہ آپ کے ہاتھ سے اس کا اتمام ہو گا اور ان شاء اللہ قبول ہو گی۔ غذاؤں میں زردہ مجھے خاص طور پر مرغوب ہے۔'' (ماہنامہ شمس الاسلام ۲۲)

اور پھر دیکھیے، امین احسن نے ''تدبر قرآن'' کی تکمیل ۲۹ ررمضان المبارک ۱۴۰۰ھ، اگست ۱۹۸۰ء میں کر لی۔ صاحب ''تدبر قرآن'' خود لکھتے ہیں:

''۲۹ ررمضان المبارک ۱۴۰۰ھ کو اس کتاب کی آخری سطریں حوالۂ قرطاس کرتے ہوئے میں نے صرف یہی نہیں محسوس کیا کہ یہ کتاب میں نے پوری کر دی ہے بلکہ یہ بھی محسوس کیا کہ اپنی زندگی کا آخری ورق الٹ دیا۔ ایک بھاری بوجھ جو تیئیس سال اٹھائے لیے پھرا، اس سے سبکدوش ہونے پر ایک گہری مسرت کا احساس تو ایک فطری چیز ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ احساس بھی ہے کہ اب کیا کام کرنے کی صلاحیت باقی رہ گئی ہے جس کے لیے جینے میں لذت ہو۔ میں نے آخری سطریں لکھ کر اپنا سر اپنے رب کے آگے ڈال دیا اور صرف یہ دعا کی کہ اے رب، اگر تو نے اپنی کتاب عزیز کی خدمت کی یہ توفیق بخشی تو اس کو قبول فرما اور اس کو اپنے غلام کی نجات کا ذریعہ بنا۔ بس اس کے سوا میں کسی چیز کا متمنی نہیں۔

مولانا نے تفسیر کی تکمیل کی خبر مولانا نعمانی کو دی تو انھوں نے اصرار کیا کہ ایک جشن کا اہتمام ہونا چاہیے۔ مولانا نے لکھا کہ میں تو اس طرح کی چیزوں کو اہمیت نہیں دیتا۔ البتہ اگر آپ صدارت کے لیے تیار ہوں تو میں اس میں شریک ہوں گا اور اس کا اہتمام بھی کروں گا۔ لیکن مولانا نعمانی کی یہ تجویز عمل میں نہ آ سکی۔''

(ماہنامہ شمس الاسلام ۲۲)

''تدبر قرآن'' کی تالیف کے لیے امین احسن نے بڑی مشقت اٹھائی۔ وہ خود کہا کرتے تھے:

''میں نے قرآن کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے بڑی محنت کی ہے۔ میری مادری زبان پوربی تھی، لیکن ۱۰ سال کی عمر میں اردو اختیار کی۔ دلی کے محاوروں کے لیے غالب، میر، نذیر احمد، حتیٰ کہ شرر کو بھی پڑھا۔ شاعروں کے دیوان پڑھ پڑھ کر عربی زبان کے اسالیب کو اردو میں ڈھالا اور ان کو ''تدبر قرآن'' میں جگہ دی۔ کلام عرب کو سیکھنے کے لیے بے حد محنت کی ضرورت ہے۔ عام طور پر لوگ عربِ جاہلیت کے مزاج سے ناواقف ہیں، اس لیے وہ آیات کا منشا اور زور سمجھ نہیں پاتے اور تو اور مولانا شبلی بھی قریش کے پینتروں سے واقف نہیں ہو سکے

اور سیرت میں کئی جگہ غلطی کر گئے۔“

لوگ امین احسن سے ان کی تفسیر مشکل ہونے کی شکایت کرتے تو وہ یہ جواب دیتے:

”بڑی ضرورت لوگوں کا انداز فکر بدلنے کی ہے۔ یہ مقصد اسی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے کہ میں قرآن مجید کی آیات کا مفہوم، اسالیب اور نظام، زبان کی روشنی میں اس قدر مدلل طور پر واضح کر دوں کہ قرآن کا بڑے سے بڑا منکر بھی کہہ اٹھے کہ بات وہی ہے جو قرآن کہتا ہے۔ یہ مقصد افادۂ عام کے لیے لکھی ہوئی تفسیر سے حاصل نہیں ہو سکتا۔“

حواشی

جناب جاوید احمد صاحب غامدی کے شاگرد پروفیسر مستنصر میر نے ۱۹۸۳ء میں مشی گن یونیورسٹی (امریکا) سے اس تفسیر پر پی ایچ ڈی مکمل کی۔ ان کا یہ تحقیقی مقالہ– “COHERENCE IN THE QURAN A STUDY OF ISLAHI'S CONCEPT OF NAZM IN TADABBUR - E – QURAN” کے نام سے امریکن ٹرسٹ پبلیکیشنز، انڈیاناپولس، (انڈیانا، امریکا) سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ (”کوہیرنس ان دی قرآن“ ادارۂ علوم القرآن، علی گڑھ کی لائبریری میں دستیاب ہے۔ اس کتاب پر پروفیسر عبید اللہ فراہی کے تبصرہ کے لیے ملاحظہ کریں ششماہی علوم القرآن ۲/۴، جولائی۔ دسمبر ۱۹۸۹ء ۱۲۰-۱۳۱۔)۔“ (ماہنامہ تدبر، اپریل ۱۹۹۸ء، ۱۹-۲۰)